(21)

اگر دل میں کوئی نیک تحریک پیدا ہو تو فوراً اس کے لیے تیاری شروع کر دو

تیاری کا بہترین طریق یہ ہے کہ اپنے بیوی بچوں کو اس تحریک میں تعاون اور مدد کے لیے آمادہ کرو

(فرمودہ 25 مئی 1956ء بمقام خیبر لاج مری)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''خداتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ[1] کہ اے مومنو! جب نمازِ جمعہ کے لیے اذان کا وقت آ جائے تو تم اس کے لیے اچھی طرح تیاری کر لیا کرو۔ یہاں فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور بظاہر اس کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ دوڑ کر ذکرِ الٰہی کی طرف جاؤ لیکن حدیثوں میں صاف طور پر آتا ہے کہ نماز کے لیے دوڑ کر جانا منع ہے۔[2] پس ہمیں غور کرنا چاہیے کہ کیا قرآن کریم میں سعی کا لفظ کسی اَور مفہوم میں بھی استعمال ہوا ہے یا نہیں؟ اِس غرض کے لیے جب ہم قرآن کریم پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں اس میں یہ آیت نظر آتی ہے کہ وَمَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَهَا سَعۡیَهَا وَهُوَ

مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا3 جو شخص مرنے کے بعد کی زندگی کا ارادہ کرتا ہے یعنی اپنے دل میں اُس زندگی کی خواہش رکھتا ہے وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا اور پھر اس کے مطابق اس کے لیے کوشش اور تیاری بھی کرتا ہے اُس کی کوشش رائیگاں نہیں جائے گی بلکہ وہ قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ اب اگر سعی کے معنے دوڑنے کے لیے جائیں تو اس آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ جو شخص آخرت کے لیے دوڑتا ہے حالانکہ آخرت کے لیے دوڑنے کا دنیا میں کوئی طریق ہے ہی نہیں۔ اسی طرح فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ کے یہ معنے نہیں کہ ذکرِ الٰہی کی طرف دوڑ کر آؤ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ تم ذکرِ الٰہی کے لیے اپنے نفس کو تیار کرو اور ذکرِ الٰہی کی محبت اور اُس کا شوق اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرو، کپڑے بدلو اور وضو کر کے مسجد میں آؤ 4 اور یہ جو فرمایا کہ اِذَا نُوْدِيَ یہ ہے تو ماضی کا صیغہ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ بلایا جائے۔ مگر قرآن کریم میں ماضی کا صیغہ قطعی فیصلہ پر دلالت کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ بچوں کو دودھ پلانے کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ تمہارے لیے یہ جائز ہے کہ تم اپنے بچوں کو کسی دوسری عورت سے دودھ پلوا لو مگر اس شرط کے ساتھ کہ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ5 وہ معاوضہ جو تم نے دینا کیا ہے مناسب طور پر ادا کر دو۔ اِس جگہ اٰتَيْتُمْ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے لفظی معنے ہیں "تم نے دے دیا ہے" یا "تم دے چکے ہو" لیکن اِس صورت میں اِس کے معنے یہ بنتے ہیں کہ "جب تم دے دو جو تم دے چکے ہو" اور ظاہر ہے کہ یہ ایک بے معنٰی فقرہ بن جاتا ہے۔ پس اٰتَيْتُمْ گو ماضی کا صیغہ ہے مگر مراد یہ ہے کہ جو تم دینے کا فیصلہ کر چکے ہو۔ ورنہ جو ایک دفعہ دے چکے اُسے دوبارہ دینے کا کیا مطلب ہے۔ مراد یہی ہے کہ اگر تم اپنے بچوں کو کسی دوسری عورت سے دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ وہ معاوضہ جو تم نے اُسے دینے کا فیصلہ کیا ہے وہ اُسے مناسب طور پر ادا کر دو۔ اور اگر اس کے یہ معنے نہ کیے جائیں تو آیت کا یہ مطلب نکلتا ہے کہ پہلا روپیہ جو تم اُسے دے چکے ہو وہ اُسے دے دو۔ یعنی پہلے اگر سَو روپیہ دے چکے تھے تو پھر اَور سَو دے دو۔ اِس طرح تو ایک غیر متناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو ختم ہونے میں ہی

نہیں آتا۔ درحقیقت اِس کے یہی معنے ہیں کہ تم نے اُسے جو کچھ دینے کا فیصلہ کیا ہے وہ اُسے ادا کر دو۔ اِس طرح اِذَانُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ کے یہ معنے ہیں کہ جب وہ وقت قریب آ جائے جس میں جمعہ کے لیے اذان دینی ہو۔ تو فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ کے تمہارا فرض ہے کہ تم ذکرِ الٰہی کے لیے پوری طرح تیاری کرو اور اپنے دماغ میں وہ کیفیت پیدا کرو جو ذکرِ الٰہی کے لیے ہونی چاہیے۔ مثلاً جمعہ کے دن غسل کرو، کپڑے بدلو اور خوشبو وغیرہ لگاؤ۔

بہرحال اس آیت سے ایک تو یہ پتا لگتا ہے کہ ہر کام جو انسان نے کرنا ہو اُس کے لیے اُسے تیاری کرنی چاہیے۔ دوسرے یہ بھی پتا لگتا ہے کہ قرآن کریم یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا کے مطابق اپنی ایک آیت کی دوسری جگہ تفسیر کر دیتا ہے۔ یہاں بھی فرمایا تھا کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَانُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ اور بظاہر اِس سے یہ مفہوم اخذ کیا جا سکتا تھا کہ جمعہ کی اذان کے بعد دوڑ کر مسجد میں پہنچنا چاہیے۔ مگر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے نُوْدِیَ کو بھی حل کر دیا اور سعی کے معنوں پر روشنی ڈال دی۔ یعنی ایک جگہ ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے مگر مراد اس سے قطعی فیصلہ ہے۔ اِسی طرح دوسری جگہ سعی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے مگر اس کے معنی تیاری کرنے کے ہیں۔ اگر فَاسْعَوْا کے معنے دوڑنے کے کیے جائیں تو حدیث اس کی مخالف ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دوڑ کر مسجد میں نہ آؤ۔ پس ان معنوں کو تسلیم کرنے سے قرآن کریم اور حدیث میں تضاد نظر آتا ہے۔ لیکن جب ہم نے قرآن کریم کو ہی بعض دوسرے مقامات سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سعی کے معنی دوڑنے کے ہی نہیں بلکہ کوشش اور تیاری کرنے کے بھی ہیں۔ پس تضاد کا شُبہ دور ہو گیا کیونکہ ہمیں معلوم ہو گیا کہ اس لفظ کے ایسے معنے بھی ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معنوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ پھر ان معنوں سے یہ بھی نکل آیا کہ قرآن کا ایک حصہ اس کے دوسرے حصہ کی تفسیر کرتا ہے اور یہ بھی پتا لگا کہ ہر کام کے لیے ایک تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ہم چندے کا وعدہ کریں لیکن ہم اپنا خرچ نہ گھٹائیں تو ہم چندہ کس طرح دے سکیں گے۔ اور اگر ہم اپنا خرچ گھٹائیں گے تو لازماً اس کام میں

ہماری بیویاں بھی شامل ہوں گی اور ہمارے بچے بھی شامل ہوں گے۔ ہم اپنی بیوی کو کہیں گے کہ میری اِتنی آمدن ہے اگر تُو نے خرچ کم کیا تو میں چندہ دے سکوں گا ورنہ نہیں۔ اِسی طرح ہم اپنے بچوں سے کہیں گے کہ تم ہمارے ساتھ تعاون کرو اور اخراجات کا کم مطالبہ کرو تا کہ چندہ دیا جا سکے۔ اگر بیوی تعاون نہ کرے یا بچے تعاون نہ کریں تو چندہ میں حصہ لینے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ پس ہر نیک کام کے لیے تیاری کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ہر نیک کام کے لیے ساتھیوں کا تعاون ضروری ہوتا ہے۔ اگر وہ تعاون نہ کریں تو کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ مثلاً روزے رکھنا کتنا نیک کام ہے۔ لیکن جب تک بیوی ساتھ نہ دے اور وہ سحری پکانے کے لیے تیار نہ ہو انسان کس طرح روزے رکھ سکتا ہے۔ اِسی طرح زکوٰۃ کو لوتب بھی، چندوں کو لوتب بھی اور تبلیغ کو لوتب بھی ہر کام میں دوسروں کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہماری جماعت میں بعض ایسے مبلغ ہیں جو فلسطین اور انگلینڈ وغیرہ میں دس دس سال رہے ہیں۔ اِسی طرح بعض مبلغ افریقہ میں گیارہ گیارہ، بارہ بارہ سال رہے ہیں۔ اگر اُن کی بیویاں اُن کے ساتھ تعاون نہ کرتیں یا اُن بیویوں کے رشتہ دار اُن کے ساتھ تعاون نہ کرتے تو وہ کبھی دلجمعی کے ساتھ تبلیغ نہ کر سکتے۔ ان کے لیے اطمینان کے ساتھ تبلیغ کرنا اِسی لیے ممکن ہوا کہ ان کی بیویوں نے اور ان کے رشتہ داروں نے ان سے تعاون کیا۔ پس ہر نیک کام کے لیے تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر تیاری ہو تو کام ہوسکتا ہے ورنہ اس میں کئی قسم کی مشکلات پیش آ جاتی ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ جہاد کا اعلان کیا۔ یہ اعلان بالکل اچانک تھا کیونکہ یکدم دشمن کے حملہ کی خبر آئی تھی اور اس کے لیے زیادہ انتظار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایک صحابی کچھ دنوں کے لیے باہر گئے ہوئے تھے۔ اُن کے پیچھے ہی اسلامی لشکر جہاد کے لیے روانہ ہو گیا۔ چند دنوں کے بعد وہ واپس آئے۔ چونکہ انہیں اپنی بیوی کو دیکھے کئی دن گزر چکے تھے وہ سیدھے گھر پہنچے اور اپنی بیوی کے پاس اسے پیار کرنے کے لیے گئے۔ اس نے انہیں دیکھتے ہی دھکّا مار کر پرے پھینک دیا اور کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ خدا کا رسولؐ اپنی جان دینے کے لیے باہر گیا ہوا ہے اور تمہیں اپنی بیوی سے پیار کرنے کی سوجھ رہی ہے۔

وہ اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ اب دیکھو! اُن کو یہ نیکی کی توفیق اِسی لیے ملی کہ اُن کی بیوی نے تعاون سے کام لیا۔ اگر ان کی بیوی بے ایمان ہوتی تو وہ کہتی کہ تم تھکے ہوئے آئے ہو ٹھہرو اور آرام کرو اور اس طرح وہ جہاد سے محروم ہو جاتے مگر اُس نے اپنے خاوند کو دھکّا دے کر پرے کر دیا کہ شرم کرو خدا کا رسولؐ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر باہر گیا ہوا ہے اور تمہیں پیار کرنے کی سوجھی ہے۔ یہ بیوی کی مدد ہی تھی جس نے اُسے جہاد میں شامل کیا۔ اور درحقیقت جب اُس نے جہاد کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ثواب میں اس کی بیوی کو بھی شریک کیا ہوگا کیونکہ اگر وہ اسے تحریک نہ کرتی تو وہ اس ثواب سے حصہ نہ لے سکتا۔ اِسی طرح اَور بھی کئی واقعات حدیثوں میں بیان ہوئے ہیں۔

ایک اَور صحابی جن سے بول چال بند تھی اور جن کا قرآن کریم میں بھی ذکر آتا ہے اُن کے متعلق بھی آتا ہے کہ اُن کی بیوی انہیں نصیحت کرتی رہتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ تم اِس اِس طرح کرو۔تو بیویاں اور بچے بھی انسان کے ساتھ اُس کی نیکی میں شریک ہوتے ہیں لیکن بعض دفعہ وہ اس کے لیے ٹھوکر کا بھی موجب بن جاتے ہیں۔ اِسی لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری بیویاں اور بچے تمہارے لیے آزمائش کا ایک ذریعہ ہیں۔6 یہ تمہاری ٹھوکر کا بھی موجب ہو سکتے ہیں اور تمہاری نیکیوں میں ترقی کا بھی موجب ہو سکتے ہیں۔ پس اگر کسی کے دل میں نیکی کی کوئی تحریک اُٹھے تو اُسے اُس کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔ اور تیاری کا بہترین طریق یہی ہے کہ اپنے بیوی بچوں کو تیار کیا جائے۔ اگر وہ تیار ہوں تو وہ اس کام کو کر لے گا اور اگر وہ تیار نہیں ہوں گے تو وقت پر وہ اس نیک کام میں حصہ لینے سے محروم رہ جائے گا''۔ (الفضل 6 جون 1956ء)

1: الجمعة:10

2: صحیح مسلم کتاب المساجد باب استحباب اِتیان الصلاة بوقارٍ و سکینةٍ والنهی عن اِتیانها سعیًا۔

3: بنی اسرائیل:20

4: بخاری کتاب الجمعة باب فَضْلِ الْغُسْلِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَباب یَلْبَسُ اَحْسَنَ مَا یَجِدُ

5: البقرة: 234

6: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (الانفال: 29)

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (التغابن: 16)